REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم　و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP--3

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۷　شمارہ ۴۸

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائبین: جاوید اقبال اختر
محمد انعام غوری

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN · PIN. 143516.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۷ر نبوت (نومبر) ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲۱ر نومبر ۷۸ء کی اطلاع مظہر ہے کہ "حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ" احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

★ محترمہ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی علالت کے بارہ میں تفصیلی اطلاع اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

قادیان ۲۷ر نبوت (نومبر) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی طبیعت اب پہلے سے بہتر ہے اسی طرح حضرت بیگم صاحبہ سلّمہا اللہ تعالیٰ کی طبیعت بھی پہلے سے بہتر ہے۔ البتہ کھانسی وغیرہ ہے۔ احباب جماعت دعائیں فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

مقامی طور پر قادیان میں جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ؏

۲۸ر ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ　۳۰ر نبوت ۱۳۵۷ ہش　۳۰ر نومبر ۱۹۷۸ء

زیارتِ صالحین اور علمِ دین حاصل کرنے کی خاطر سفر کرنا موجبِ ثوابِ کثیر اور اجرِ عظیم ہے

جلسہ سالانہ کی عظمت، اہمیت اور مہتم بالشان اغراض و مقاصد

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح پرور ارشادات کی روشنی میں

قادیان میں جماعتِ احمدیہ کا ستاسیواں ۸۷ جلسہ سالانہ بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ر فتح ۱۳۵۷ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ر دسمبر ۷۸ ۱۹ء منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ احبابِ جماعت کو اس سراسر روحانی اجتماع میں شریک ہونے اور اس سے کما حقہٗ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس عظیم الشان جلسہ کی عظمت و اہمیت سے کما حقہٗ استفادہ کرنے کے بارے میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقینِ کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں چند روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت اور عدمِ موانع تاریخِ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔

- اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔
- نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بارگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔
- ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخِ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔
- جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔
- تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہِ حضرت عزت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی

اور

- اس روحانی جلسہ میں اور بھی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے جمع کرتے جائیں۔ اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ میسّر آجائے گا۔ گویا سفر مفت میسّر ہو جائے گا۔"

(آسمانی فیصلہ)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ؏

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں غلبۂ اسلام کے لئے اپنا آلۂ کار بنایا ہے

جماعت احمدیہ کی نوّے سالہ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ اسلامی اخلاق و کردار کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے

اس نمونہ کو قائم رکھو اور غلبۂ اسلام کے لئے اپنی جدّوجہد کو ہمیشہ جاری رکھو!

مہذّب کہلانے والی اقوام میں جو بنیادی کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں انہیں صرف اسلام ہی دور کر سکتا ہے!

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۷۸ء کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۰ اخاء ۱۳۵۷ ہش بمطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۸ء ۴ بجے شام خدام سے جو خطاب فرمایا اس کا مکمل متن درج ذیل ہے :-

تشہد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

سب سے پہلے تو میں

حکومت کا شکریہ

ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ہمیں پھر سے کھلی فضا میں خدام الاحمدیہ کا اجتماع منعقد کرنے کی اجازت دی ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء دے ۔

میں ایک لمبا عرصہ ملک سے باہر رہا ہوں اور باہر جا کر وہیں کے اخبار دیکھنے ہوتے ہیں جو کہ ہر ملک کے متعلق اپنی مخصوص قسم کی باتیں لکھتے ہیں ۔ یہاں آکر مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ حکومت وقت کے نزدیک

حالات اتنے سُدھر گئے ہیں

کہ پہلے تبلیغی جماعت کا جلسہ ہوا ۔ اور وہ پُر امن طور پر ہو گیا ۔ پھر ملتان میں سُنّیوں کی طرف سے بہت بڑا اجتماع ہوا ۔ میں نے پڑھا تو نہیں کہ اس میں کتنے آدمی تھے ۔ لیکن جو تصویر میں نے اخبار میں دیکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی لاکھ کا اجتماع تھا اور وہ بڑے امن سے گزر گیا ۔ حکومت نے اس کی اجازت دی ۔ اور اب یہ ہمارا مختصر سا اجتماع منعقد ہو رہا ہے ۔ یہ واقعات ، یہ جلسے بتا رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں جو ایک غلط قسم کی فضا پیدا ہو گئی تھی وہ سُدھرنے لگی ہے اور حالات پہلے سے بہت بہتر ہو چکے ہیں ۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔

ہم یہ کہتے ہیں

اور بشارتوں کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لئے آلۂ کار بنایا ہے کہ اسلام دنیا میں غالب ہو ۔ ساری دنیا میں ، تمام ممالک میں ، اس کرۂ ارض کے کونے کونے میں ، برِ اعظموں میں بھی اور جزائر میں بھی ۔ اس دنیا پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں جس کے متعلق ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں

اسلام اس زمانہ میں غالب آئے گا

تو ہمیں بعض قومیں دنیوی لحاظ سے بہت ترقی یافتہ نظر آتی ہیں ۔ اور وہ اتنی مہذب ہیں کہ بہت سے دوسرے ممالک جن کا ان قوموں کے ساتھ عقیدۃً اور عادۃً ، روایۃً اور ثقافۃً کوئی تعلق نہیں ہے ۔ وہ بھی ان کی نقل کرنے لگ جاتے ہیں ۔ اور اس نقل پر فخر کرتے ہیں ۔ باوجود یہ سمجھے جانے کے کہ وہ بہت ہی مہذب اقوام ہیں اور انہوں نے بعض میدانوں میں بے شک ترقی بھی کی ہے ۔ لیکن ان کی حالت کوئی ایسی اچھی نہیں ہے ۔ جب ہم انہیں غور سے دیکھتے ہیں ۔ اور اُن کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ تو اُن کی تہذیب میں ہمیں

بہت سی بنیادی کمزوریاں

نظر آتی ہیں ۔ ان میں ایک یہ ہے جس کا میں نے بعض پریس کانفرنسز میں ذکر بھی کیا کہ جب ظلم کی انتہاء ہو تو اگر اس کے مقابلے میں ایک اَور ظلم ہو اور پھر اس کے بعد ایک اَور ظلم ہو اور اس کے ردِّ عمل میں ایک اَور ظلم ہو تو یہ ظلم کا ایک بڑا ہی وسیع دائرہ بن جائے گا ۔ Vicious Circle (وِشس سرکل) کہ ظلم کا ردِّ عمل ظلم ، ظلم کا ردِّ عمل ظلم ، ظلم کا ردِّ عمل ظلم ۔ اس دائرے کو دو ہی چیزیں کاٹ کر ظلم کی جگہ انصاف کا ماحول پیدا کر سکتی ہیں ۔ ایک یہ کہ اگر یہ ظلم جنگوں کی شکل میں ظاہر ہو تو جیتنے والی اقوام شکست خوردہ اقوام کو معاف کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں ۔ اگر وہ معاف کر دیں گی تو ظلم کا خاتمہ ہو جائے گا ۔ یا اگر یہ نہیں تو مظلومیت یعنی ظلم سہہ لینا اور اس کا جواب نہ دینا بھی ظلم کا دروازہ بند کر دیتا ہے ۔ کیونکہ Vicious Circle (وِشس سرکل) چالو ہی تب رہتا ہے جب اس کا ردِّ عمل بھی ظلم ہو ۔

اِس سفر میں

ایک پریس کانفرنس میں

پہلے تو میں نے صحافیوں سے کہا کہ اسلام کے متعلق مجھ سے جو مرضی پوچھو میں جواب دوں گا لیکن وہ خاموش رہے تو میں نے کہا کہ اچھا آپ چاہتے ہیں کہ میں پہلے بات کروں ۔ چنانچہ میں نے یہ بات کی کہ آپ کی تہذیب دنیا میں بڑی اچھی سمجھی جاتی ہے ۔ مگر اس میں بنیادی نقائص بھی ہیں ۔ یہ فرینکفورٹ (جرمنی) کی بات ہے میں نے انہیں کہا کہ آپ لوگوں نے دو عالمگیر جنگیں لڑیں ۔ عیسائیوں نے عیسائیوں سے لڑائی کی ۔ اور ایک جنگ میں ایک طرف عیسائیوں کے ساتھ کمیونزم یا دہریت بھی شامل ہو گئی ۔ ان جنگوں کے جو واقعات محفوظ کئے گئے ۔ ان میں مجھے کہیں یہ نظر نہیں آیا کہ اتحادیوں نے جرمنوں اور ان کے ساتھیوں کے زیادہ آدمی قتل کئے یا

جرمن قوم اور اس کے ساتھیوں نے اتحادیوں کے زیادہ آدمی قتل کئے۔ یہ کہیں نہیں مثلاً جانی نقصان کے لحاظ سے کسی نے دوسرے کی نسبت زیادہ ظلم کیا۔ لیکن جب دو قومیں آپس میں جنگ کرتی ہیں تو بہر حال

ایک وقت ایسا آتا ہے

کہ جب ایک قوم جیت جاتی ہے اور دوسری شکست کھاتی ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ دونوں دفعہ ایسا ہوا کہ اتحادی جیتے اور جرمن قوم نے شکست کھائی۔ تم لوگوں نے اپنے آدمی بھی مروائے اور شاید ان سے زیادہ مروائے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جان لینے کے لحاظ سے تم سے زیادہ ظالم تھے۔ مگر وہ جیت گئے اور انہوں نے معاف نہیں کیا۔ ان پر اتنا تاوان جنگ ڈالا گیا جو قوموں کی کمر توڑ دینے والا ہے مگر وہ قوم بڑی سخت ہے اس کو بھی سہہ گئی۔ پھر ان کے ساتھ حقارت کا سلوک کیا، وہاں پر چھاؤنیاں ڈال لیں اور بہت برا سلوک ان سے کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اسی قسم کا سلوک تھا جس کے نتیجے میں انسان کو دوسری جنگ عظیم لڑنی پڑی۔ اور دوسری جنگ عظیم کے بعد اسی قسم کا ظلم تھا جس کے نتیجہ میں اب وہ ڈر رہے ہیں کہ تیسری جنگ عظیم جو بڑی ہولناک ہوگی، اس کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ تو تمہارے حالات ہیں لیکن

انسانی تاریخ میں ایک اور واقعہ

بھی گزرا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص پر رؤسائے مکہ نے ۱۳ سال تک مکی زندگی میں انتہائی مظالم ڈھائے اور جب وہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو پھر آپؐ کا پیچھا کیا اور تلوار کے زور سے دل کے خیالات کو بدلنے کے لئے انہوں نے کئی لڑائیں اور کم و بیش ۸ سال تک یہ مظلومیت کی حالت مدنی زندگی میں بھی رہی۔ بیس سال تک آپؐ پر مظالم ڈھائے گئے۔ دونوں جنگوں میں جو کہ عظیم جنگیں کہلاتی ہیں اتنی لمبی تکلیف کسی قوم نے نہیں اٹھائی۔ لیکن بیس سالہ مظالم سہنے کے بعد جب خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حالات بدل دیئے۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ کی فصیلوں پر کھڑے تھے اور اسی وقت حالات اتنے بدل چکے تھے کہ

رؤسائے مکہ

میں اتنی سکت بھی نہیں تھی کہ تلوار میان سے نکالتے اور تلوار کا مقابلہ تلوار سے کرتے۔ جو لوگ بیس سال تک لڑتے آئے تھے وہ اس دن بھی خواہ ہارنے والی جنگ لڑتے لیکن لڑتے۔ مگر ان میں اتنی سکت بھی نہیں تھی۔ اور آپؐ میں دنیوی نقطہ نگاہ سے اتنی طاقت تھی کہ جو چاہتے ان سے سلوک کرتے اور رؤسائے مکہ جب اپنے نفس پر غور کرتے تھے تو یہی خوف رکھتے تھے کہ ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جو سلوک کیا وہ یہ تھا کہ

"جاؤ میں تم سب کو معاف کرتا ہوں"

اس کے بعد عرب میں جنگ ختم ہو گئی۔ پھر کسریٰ نے ایک نئی جنگ کی طرح ڈالی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور ان کو بھی مسلمانوں نے معاف کر دیا۔ پھر قیصر سامنے آیا۔ جس طرح اب دو عالمگیر جنگیں ہوئی ہیں۔ اسی طرح اس وقت دنیا کی دو بڑی طاقتیں اسلام کے مقابلہ پر آئیں۔ لیکن ان کے ساتھ اسلام کے ماننے والوں نے جو حسن سلوک کیا وہ اپنی تاثیر کے لحاظ سے اتنا زبردست تھا کہ انہوں نے ان کے دل خدا اور خدا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیت لئے۔

دوسری بات میں نے انہیں یہ کہی کہ میں تو آپ تہذیب یافتہ لیکن آپ کی تہذیب اس بات کو برداشت نہیں کرتی کہ پورا سچ دلیری کے ساتھ بولیں۔

سچ کے اندر تھوڑا سا جھوٹ

ملاتے ہیں تب بات کرتے ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ یہ تو Civilization

Compromise ہے۔ تم Compromisers (کمپرومائزر) کرتے ہو۔ اور یہ صرف بولنے کے لحاظ سے نہیں ہے۔ بلکہ ہر شعبہ زندگی میں ان کا یہی حال ہے۔ میں نے ان کو ایک مثال دی۔ میں نے کہا کہ ایک فلم بنانے والی پارٹی امریکہ سے پاکستان آئی۔ اور وہ لداخ کی طرف جا رہی تھی۔ لداخ اب دو حصوں میں بٹ چکا ہے۔ ایک حصہ پاکستان میں ہے اور دوسرا ہندوستان میں ہے۔ چنانچہ وہ یہاں بھی آئے اور پھر دوسرے حصے میں بھی گئے۔ اس فلم کا نام انہوں نے رکھا تھا

In quest of Christ

یعنی مسیح کی تلاش میں۔ چونکہ بعض تاریخوں میں آیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعۂ صلیب کے برسوں بعد ان علاقوں میں پھرتے رہے اور یہاں انہوں نے یہودیوں کے اندر تبلیغ کی اس لئے ان کے نشان تلاش کرنے کے لئے ایک ٹیم یہاں بھیجی گئی۔ اُن کی لیڈر ایک عورت تھی جس نے پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی۔ وہ سارے اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے میں نے انہیں کہا کہ مجھے ایک بات بتاؤ۔ تم لوگ In quest of Christ یعنی

مسیح کی تلاش میں

لداخ جا رہے ہو اگر تمہیں واقعہ میں وہاں ایسے ثبوت مل جائیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعۂ صلیب کے بعد ۳۰۔ ۴۰ یا ۶۰۔ ۷۰ سال کے بعد ان لوگوں میں زندگی گزارتے رہے تو کیا تم یہ ثبوت اپنی فلم میں سینما ہال میں جا کر دکھا دو گے؟ تو وہ غور کرنے لگی۔ کہ لو لو۔ ہم نے اپنا سارا سرمایہ ضائع کرنا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ تو تمہاری حالت ہے۔ تم سچ بول ہی نہیں سکتے۔ سچ کے ساتھ کچھ جھوٹ بھی ملاتے ہو تب بات کرتے ہو۔ قرآن کریم نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ صرف یہ نہیں کہ سچ بولنا ہے بلکہ اس کے ساتھ کہا کہ قول سدید کہنا ہے یعنی سچ بھی بڑا اعلیٰ قسم کا۔ جس کے اندر کوئی ہیر پھیر اور چالاکی نہ ہو۔ بعض سچ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن میں بولنے والا چالاکی بھی کر جاتا ہے لیکن

اسلام یہ نہیں کہتا

بلکہ وہ قول سدید کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ہم نے سوچا، آپ بھی سوچیں کہ اس کے بغیر دنیا میں امن قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہر شخص دوسرے پر اعتبار ہی نہ کرے تو امن کی فضاء کیسے پیدا ہو گی۔ پھر تو بدظنی کی فضاء ہو گی کہ میرے ساتھ بات کرتے ہوئے چالاکی کر گیا ہو گا۔ لیکن اگر طرۂ امتیاز یہ ہو کہ یہ قول سدید کہنے والی قوم ہے تو پھر ہر شخص کو پتہ ہو گا کہ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ امن اور آشتی کی فضاء ہوائی باتیں کرنے سے نہیں پیدا ہوتی۔ اسلام کا نام اللہ تعالیٰ نے اسلام رکھا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لے کر آئے اللہ تعالیٰ نے اس مذہب کا نام اسلام رکھا اور اس کے ماننے والوں کا نام مسلم رکھا۔ اور یہ کوئی منطق یا فلسفہ یا فسانہ یا لطیفہ تو نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی تعلیم نے عملاً ایسی فضا پیدا کی کہ

یہ امن کا مذہب بن گیا

یہ آشتی کا مذہب بن گیا، یہ صلح کا مذہب بن گیا، یہ اطمینان قلب کا مذہب بن گیا۔ اور اپنی تعلیم کے لحاظ سے اس نے اس قسم کی فضا پیدا کی کہ کسی کو کسی سے کوئی خطرہ باقی نہیں رہنے دیا۔ اور میں نے انہیں یہی کہا کہ اگر امن چاہتے ہو تو سچ بولو اور خالی سچ نہیں بلکہ قول سدید سے کام لو۔ سیدھا سچ ہو جس کے اندر کوئی ہیر پھیر نہ ہو۔

یہ جو میں نے کہا کہ وہ لوگ Compromise کرتے ہیں یعنی سچ کے ساتھ جھوٹ کی اور قدرتی کھانوں کے ساتھ بناوٹی کھانوں کی ملاوٹ کرتے ہیں۔ اب وہاں شور پڑ گیا ہے۔ ایک دن میرے سامنے T.V (ٹی۔وی) پر آ گیا کہ اس کھانے کی وجہ سے اتنی بیماریاں اور فوڈ پوائزننگ کے اتنے کیس ہونے لگ گئے ہیں۔ فوڈ پوائزننگ ایک بڑی سخت قسم کی بیماری ہے جس میں زہریلے کھانے کے ساتھ جسم کے اندر زہر پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بھی موجودہ تہذیب کی ایجادات کے نتیجہ میں ہے۔ وہاں سے لیں، ان میں سچ کے ساتھ جھوٹ!

سچ تو قانون قدرت ہے

جب اس سے ادھر اُدھر ہو جاؤ گے تو ضرور نقصان اٹھاؤ گے۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے افیم پیدا کی ہے اور اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ یہ ایک مرکب دوائی ہے خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ مفردات نہیں ہوتیں بلکہ مرکب ہوتی ہیں۔ اور افیم ایک بڑا زبردست مرکب ہے۔ کئی سال ہوئے میں نے اس کے بارہ میں کسی رسالے میں جو آخری مضمون پڑھا تھا اس کے مطابق ان کی سائنس اس وقت تک افیم کے ۳۲ اجزاء علیحدہ کر چکی تھی اور ابھی اور نکل رہے تھے۔ پتہ نہیں اب ان کو ملا کر ۵۰-۶۰ یا ۷۰-۸۰ ہو چکے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ نے تو ایک کُن کہہ کر ان کو ملا دیا اور میں نے بہت غور کیا۔ اس ترکیب کے اندر اللہ نے بڑا توازن پیدا کیا ہے

دیر کی بات ہے میری لڑکی بیمار ہو گئی اور ہسپتال میں داخل ہوئی۔ اس کو بڑی شدید تکلیف تھی اور اس بیماری کی وجہ سے ہاؤس سرجن نے اس کو افیم کے ایک ست کا ٹیکہ لگا دیا۔ وہ سرجن کا کیس تھا اس نے آپریشن کیا تھا تو وہ بڑا سخت ناراض ہوا اور اسے کہنے لگا کہ تم نے مجھ سے پوچھے بغیر اس کو کیوں ٹیکہ لگا دیا۔ یہ تو ایسا ٹیکہ ہے کہ بعض لوگوں کو صرف ایک ٹیکے سے اس کی عادت پڑ جاتی ہے اور یہ چیز عذاب جان بن جاتی ہے۔ اس لئے مجھ سے پوچھ کر لگانا چاہیئے تھا۔ اب وہی چیز جس کے ایک ست کا ایک ٹیکہ عادت ڈال دیتا ہے وہ سارے مختلف اجزاء کا مجموعہ افیم ہے اور اربوں بیماروں کو طبیب نے نسخے میں ڈال کر افیم دی اور

دوائی کی تاریخ میں

ایک مثال بھی نہیں ہے کہ کسی کو اس کی عادت پڑ گئی ہو۔ اس لئے کہ جس شکل میں خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے اس کو بنایا تھا وہ اسی شکل میں اس کو دی گئی۔ پھر ان کے سچ اور جھوٹ کا یہ حال ہے کہ انہوں نے تجزیہ کر کے اور اجزاء کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان کا استعمال شروع کر دیا اور مرکب تو ان سے صحیح بن ہی نہیں سکتا تھا جو خدا تعالیٰ نے بنا دیا تھا بنا دیا۔ اور یہ صرف میری منطقی یا فلسفیانہ تنقید نہیں ہے بلکہ میں نے لندن میں احمدی ڈاکٹروں کے ساتھ بات کی تو ایک ڈاکٹر میرے پاس ایک رسالہ لے آیا۔ کہنے لگا کہ یہ ہر سال میڈیکل ایسوسی ایشن کی طرف سے چھپتا ہے اور ہر سال اس میں ۱۵-۲۰ ایسی دوائیں ہوتی ہیں جو ... تجزیہ کر کے بنائی ہیں اور ۱۵-۲۰ ایسی دوائیں ہوتی ہیں جن کی پہلے بڑی تعریف ہوتی رہی ہے اور اب ان کے متعلق یہ نوٹ ہوتا ہے کہ یہ بڑی خراب ہیں، یہ زہر ہیں ان کو کبھی نہ لگانا۔ ہر سال یہ ہو رہا ہے۔ اچھی تم نے ترقی کی ہے کہ ایک سال زہر کھلاتے رہے اور اگلے سال معافی مانگ لی۔

خدا تعالیٰ نے تو اعلان کیا تھا

اور ہمیں بھی نصیحت کی تھی کہ وَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ خدا تعالیٰ نے ہر چیز میں توازن کا اصول قائم کیا ہے اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ اس اصول کو نہ توڑنا۔ انہوں نے وہ اصول توڑا اور اب سزا بھگت رہے ہیں۔ نئی سے نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں اور ان کو پتہ ہی نہیں لگ رہا۔ اب انہوں نے ایک اور طریق بنا لیا ہے جس بیماری کا پتہ نہ لگے کہتے ہیں کہ تمہیں الرجی ہے۔ الرجی کے معنے ہوتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں لگ رہا کہ تمہیں کیا بیماری ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے انہیں رستے بتائے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تفسیر میں کہا تھا کہ

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ

پھر سچ اور جھوٹ والی بات یہاں بھی آ جاتی ہے۔ ایک چیز اچھی ہوتی ہے لیکن چونکہ اس میں نفع نہیں ہوتا کہتے ہیں کہ یہ اچھی نہیں۔ ایک بہترین جرم کُش دوائی شہد کی مکھی بناتی ہے۔ اس میں انسان کا ہاتھ نہیں ہے اس لئے کسی کمپنی کو اس کا فائدہ نہیں۔ مکھی بیچاری تو پیسے نہیں لیتی وہ مفت بنا دیتی ہے۔ قرآن کریم میں اعلان کیا گیا تھا کہ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ آیت ۱۴) شہد کی مکھی کو بھی ہمارا خادم بنایا گیا ہے اور بحیثیت خادم وہ ہمارے لئے دنیا کی جتنی جرم کُش دوائیں انسان بنا چکا (اور جو زہر ہیں اور ان کے غلط استعمال سے لاکھوں آدمی مر چکے ہیں) ان سے ہزار درجہ اچھی دوائی بنائی ہے۔ لیکن چونکہ وہ مکھی نے بنا دی اور اس میں وہ نفع نہیں جو اُن کی اپنی بنائی ہوئی گندی ادویہ میں ہے۔ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس کو ہم دوائی ہی تسلیم نہیں کرتے ان میں سے بعض آدمی نکل آئے ہیں جو اس پر تجربے بھی کر رہے ہیں اور یورپ میں ہزاروں آدمیوں پر چھپ چھپ کر تجربہ کیا ہے۔ ایک شخص پر کسی نے مقدمہ کر دیا تھا کہ یہ دوائی نہیں ہے یہ گولیاں بنا کر تقسیم کرتا ہے۔ میں نے یہاں استعمال کی۔ چونکہ وہ وائرس بھی مارتی ہے اس لئے فلو کے لئے بہت اچھی ہے اور جرم کُش اتنی ہے کہ ہمارے ایک دوست کو ذیابیطس کی بیماری میں کاربنکل ہو گیا تھا جو کہ مہلک ہوتا ہے۔ وہ کیل والا پھوڑا ہوتا ہے اور اندر ہی اندر پھیلتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر کئی مہینے تک علاج کرتے رہے اور آرام نہیں آ رہا تھا مجھے پتہ لگا تو میں نے وہی دوائی جو شہد کی مکھی نے بنائی ہے اس کی دو ٹیوبیں ان کو دیں اور ابھی وہ دو ٹیوبیں ختم نہیں ہوئی تھیں کہ

کاربنکل بالکل صاف ہو گیا

لیکن وہ مارکیٹ میں نہیں آئی۔ پہلے تو چھپ چھپ کر دیتے تھے اب کچھ تھوڑا سا ظاہر ہونے لگ گئے ہیں۔

غرض سچ میں جھوٹ کھانے میں ملاوٹ یعنی کچھ اچھی چیزیں کچھ بُری، اور دواؤں میں ملاوٹ کچھ اچھی دوائیں کچھ بُری دوائیں۔ مجھے سنہ ۔۔۔ میں ڈاکٹر نے ایک دوائی دی تھی کہ یہ ذیابیطس کے لئے بہت اعلیٰ دوائی ہے آپ ضرور کھائیں اور ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ سنہ ۔۔۔ میں وہاں سے خط آنے شروع ہو گئے کہ خدا کے لئے آپ اسے چھوڑ دیں۔ اب سارے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ بعض دفعہ جان لیوا ہوتی ہے۔ انسان کو مار بھی دیتی ہے۔ ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ وہی مفید دوائی مہلک بن گئی۔ غرض یہ لوگ اس قسم کی زندگی گزار رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بہت تہذیب یافتہ ہیں۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ

انسانیت کا احترام

قائم ہونا چاہیئے اور دوسری طرف وہ مغربی ممالک جو بڑے اور طاقتور ہیں وہ ان مغربی ممالک کے جو چھوٹے ہیں اور تعداد کے لحاظ سے کم ہیں اور ان کے ملک کی زمین ہے بعض حصوں پر چُپ کر کے قبضہ کر لیتے ہیں۔ ابھی میرے آنے سے ایک مہینہ پہلے یہ واقعہ ہوا کہ ایک بہت بڑے ملک نے ایک چھوٹے سے ملک کے ایک جزیرے پر بغیر ایک گولی چلائے آ کر قبضہ کر لیا۔ یہ تو احترام کرتے ہو تم ان کی ملکیت کا اور ان کی عزت کا کہ پوچھا بھی نہیں اور آ کر قبضہ کر لیا۔ اور پھر بھی مہذب کے مہذب ہو۔ یہ چیزیں آدمی کو بڑی پریشان کرنے والی ہیں۔ ان ترقی یافتہ اقوام کو اندر سے ایک الٰہی گھن کھا رہا ہے اور ان کی ہلاکت کے دن نزدیک سے نزدیک تر آ رہے ہیں اور ان کے لئے اس ہلاکت سے بچنے کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم کو سمجھیں اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔

یہ امر کہ وہ

اسلام کی تعلیم کو سمجھیں

اس کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ان کو سمجھانے والا ہو۔ اس زمانے کی ضروریات اور خرابیاں اور بہت سی باتیں میں اُن کو بتاتا تھا۔ اور اسلام کی تعلیم بھی بتاتا تھا یہ سب کچھ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری دنیا میں اعلان کیا ہے کہ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْآنِ کہ میں اپنے گھر سے کچھ نہیں لایا میں نے جو کچھ پایا ہے وہ قرآن کریم سے ہی حاصل کیا ہے۔

ساری خیر قرآن کریم میں ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں قرآن عظیم کی عظیم تعلیم آپ نے پائی، ایسی تعلیم کہ جس میں بے حد حُسن پایا جاتا ہے۔ حُسن کس کو کہتے ہیں؟ ہم سارے نیچے بھی سمجھ لیں۔ حُسن اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس وقت وہ سامنے آئے تو اس میں قوتِ جذب پائی جائے اور وہ انسان کو اپنی خوبصورتی کے نتیجہ میں اپنی طرف کھینچتی ہو۔ سارے حواس کے لئے ایک حُسن ہے۔ نظر کا بھی حُسن ہے مثلاً جب گلاب کے پھول کی پتیاں پوری طرح کھلی ہوئی ہوں اور مُرجھانے کی طرف مائل نہ ہوں اور اس کا رنگ بہت اچھا ہو تو نظر اس کو دیکھتی ہے اور اس سے بڑی لذت اٹھاتی ہے، آنکھ اُس کو حسین دیکھتی ہے اور اس کی طرف کھنچتی ہے۔ لوگ گلاب کا پھول توڑ کر اپنے بٹن ہول میں لگا لیتے ہیں۔ پھر کان کا حُسن ہے۔ کوئی بڑی اچھی تلاوت کر رہا ہو تو بہت لطف آتا ہے۔ کئی دفعہ ہماری مسجد

اذان ہوتی ہے تو دوست میرے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ یہ کیسی بدصورت آواز والا آدمی آپ نے یہاں مؤذن مقرر کر دیا ہے جو اذان ٹھیک نہیں دیتا۔ مؤذن اچھا ہونا چاہئیے۔ پس کان کا بھی ایک حسن ہے۔ اسی طرح سارے ظاہری اور باطنی حواس کے لئے

خدا تعالیٰ نے ایک حسن پیدا کیا ہے

اور سارے ظاہری اور باطنی حواس کے لیے جو حسن حقیقی ہے وہ قرآن کریم اور اسلامی تعلیم کے اندر پایا جاتا ہے۔ اسی واسطے جب ہم اسلام کی صحیح تعلیم اور حسین تعلیم اور حقیقی تعلیم ان ممالک کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تو باوجود اس کے کہ وہ مفلوج زندگی گزار رہے ہیں آدھے ٹھیک ہیں اور آدھے غلط ہیں۔ اُن کا آدھا جسم ٹھیک ہے اور آدھے جسم پر فالج ہے۔ وہ آگے سے یہ سوال کر دیتے ہیں جیسا کہ

ایک پریس کانفرنس میں

ایک سمجھدار اور سلجھی ہوئی طبیعت کا صحافی مجھے کہنے لگا کہ اتنی حسین تعلیم ہے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے اسے ہمارے عوام تک پہنچانے کا کیا انتظام کیا ہے؟ اُس کو میں نے سمجھایا کہ چھوٹی سی جماعت ہے اتنے پیسے نہیں ہیں۔ لیکن اُس کے اس فقرے نے مجھے اتنا جھنجوڑا کہ میں نے یورپ کے ہر مُلک کے مبلغ کو کہا کہ بجٹ کرو کہ اگر اسلام کی تعلیم کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ایک خط اُن تک پہنچایا جائے تو کیا خرچ آئے گا۔ سوئٹزرلینڈ ایک چھوٹا سا ملک ہے مگر وہاں ہر چیز بڑی منظم ہے۔ وہاں کے ڈاکخانے نے کہا کہ صرف ایک خط پہنچانے پر

۱۴ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا

اور ایک خط ڈالنا تو کافی نہیں اور ڈالنے چاہئیں، پھر اور پھر اور۔ ہمارے پاس ابھی پیسے نہیں۔ چنانچہ میں نے اس کو کہا کہ ایک دن آئے گا جب ہم کچھ کریں گے۔ لیکن اس نے اس دن مجھے اتنا ہلا دیا تھا کہ میں مجبور ہو گیا سوچنے پر اور معلومات حاصل کرنے پر اور دُعائیں کرنے پر کہ اللہ تعالےٰ اس کے سامان پیدا کرے۔ چنانچہ میں نے پوچھا اور اس کے مطابق کچھ کام کئے۔ لیکن بہرحال ابھی ہماری طاقت نہیں ہے۔ ہم نے دنیا کو غلط بات تو نہیں کہنی۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم ابھی ایسا نہیں کر سکتے۔ اس دفعہ ایک صحافیہ ملی۔ پریس کانفرنس میں آٹھ دس مرد و زن بیٹھے ہوئے تھے جب وہ کمرے سے باہر نکلی تو اس نے آنسوؤں سے رونا شروع کر دیا اور ہمارے آدمیوں میں سے ایک کو کہنے لگی کہ اسلام کی تعلیم ایسی اچھی ہے مجھے یہ بتاؤ کہ تم اتنی دیر کے بعد ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو۔ تمہیں پہلے آنا چاہئیے تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم گندگی میں دھنستے چلے جا رہے ہیں تم نے ہماری پرواہ ہی نہیں کی کہ ہم کس گندگی کے اندر پھنسے ہوئے ہیں۔ تم لوگوں نے ہم سے بے اعتنائی کی۔ حالانکہ اتنی اچھی تعلیم تمہارے پاس ہے۔

میں اپنے متعلق ہی بات کروں گا ہمیں دوسروں سے کیا۔

ہمارا یہ ایمان ہے

کہ یہ حسین تعلیم ہم ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر قرآنی (جو آپ نے تفصیلی اور اصولی طور پر بیان کی) کے بغیر دے ہی نہیں سکتے۔ اس واسطے ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ اگر پڑھنا جانتا ہے تو اسے پڑھے اور اگر نہیں جانتا تو سُنے۔ بعض دفعہ ایک فقرہ لکھتے ہیں اور آپ ساری عمر بھی گزار دیں تو اس فقرے کا مضمون ختم نہیں ہوگا۔ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک کتاب کا ایک فقرہ اٹھایا اور پانچ سات خطبات جمعہ اس ایک فقرے پر دیئے۔ اتنا مضمون اس کے اندر بھرا ہوا تھا۔ ایک اور فقرہ ہے۔ اگر آپ سارے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ساری عمر اس پر تحقیق کرتے رہیں تب بھی اس کے معنے ختم نہیں ہوں گے۔ مگر میں آج بتاؤں گا نہیں۔

جب ہم ان کے سامنے یہ تعلیم پیش کرتے ہیں تو وہ آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں عملی نمونہ دکھاؤ۔ اس لئے ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم ان کو اپنا عملی نمونہ دکھائیں۔ عملی نمونے کے لئے میں مختصراً دو تین باتیں کہوں گا۔

ایک تو یہ ہے کہ

اسلام امن کا مذہب ہے

امن کے، انصاف کے، حقوق کی ادائیگی کے، پیار کے، بے لوث خدمت کے، خیرخواہی کے اور کسی کو دُکھ نہ پہنچانے کے لحاظ سے یہ سلامتی کا مذہب ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسلام کہا ہے۔ میں نے بار بار آپ سے کہا اور بیعت میں بھی یہ فقرہ زائد کر دیا کہ "میں کسی کو دُکھ نہیں پہنچاؤں گا۔" پس یہ اسلام ہے اور اس کے مقابلے میں "فساد" ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یونہی رنجش پیدا کرنا، اِدھر کی اُدھر لگانا، چغلیاں کرنا، غیبت کرنا وغیرہ۔ جن چیزوں سے اسلام نے روکا ہے بعض لوگ اُن کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس طرح فساد پیدا کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے کہا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ملک میں فساد پیدا کرنے کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں کیا اُن کو پتہ نہیں؟ کہ

خدا تعالیٰ فساد سے پیار نہیں کرتا

بلکہ انسان فساد پیدا کر کے خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے آ جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی نوّے سالہ زندگی یہ ہے، اپنے اور دوسرے اچھی طرح سُن لیں کہ جماعت احمدیہ نے کبھی بحیثیت جماعت نہ کسی اسٹرائیک میں حصّہ لیا ہے۔ اور نہ فساد میں۔ ۱۹۵۳ء میں جماعت نے بڑی اجتماعی قربانی کی لیکن میں انفرادی مثال دے دیتا ہوں۔ ۱۹۷۴ء کے فسادات میں بھٹو صاحب کی حکومت میں بعض ایسے لوگ بھی مارے گئے جن کے پاس بندوق پڑی ہوئی تھی لیکن انہوں نے بندوق نہیں چلائی اور خود مر گئے۔ جو شخص اپنی حفاظت پر قادر نہیں ہے اور دلیری سے مرجاتا ہے وہ بھی بڑا دلیر ہے لیکن جو شخص صرف اسلام کی خاطر بدی کا مقابلہ بدی سے نہیں کرتا اور فساد پیدا نہیں کرنا چاہتا اور جان دیدیتا ہے اس کی تو شان ہی کچھ اَور ہے۔ نوّے سالہ زندگی میں دو ایک انفرادی مثالیں ایسی ہیں کہ جو غلط فہمی سے یا جہالت سے یا نوجوانی کی حماقت سے سٹرائیک میں شامل ہو گئے مگر جماعت نے اسے برداشت نہیں کیا۔ اس واسطے ہماری تختی تو بالکل پاک ہے۔

کوئی ثابت نہیں کر سکتا

کہ جماعت نے کبھی فساد کیا ہو اور ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم ہر موقع پر فساد سے بچے رہیں۔ بلکہ ہم نے اس حد تک قربانی کی کہ ۱۹۵۳ء میں باہر سے آئے ہوئے بچوں نے کالج پر پتھراؤ کیا۔ اُس وقت کالج لاہور میں تھا۔ ہم حیران ہوئے کہ اندر سے بھی پتھراؤ ہوا۔ ہم نے کہا یہ کیا بات ہوگئی ہمارا احمدی بچہ تو پتھر کے مقابل پر پتھر نہیں چلاتا۔ چنانچہ پتہ یہ لگا کہ غیر احمدی بچے جو کالج میں پڑھتے تھے اور ہوسٹل میں بھی رہتے تھے ان کے ساتھ اتنا حُسن سلوک تھا کہ جب ان کو غصّہ آیا تو وہ ضبط نہیں کر سکے اور انہوں نے پتھراؤ کے مقابلہ میں پتھراؤ کر دیا۔ لوگوں کو اس کا پتہ لگ گیا اور مینیر انکوائری میں ایک صاحب کی طرف سے جو بہت بڑے افسر تھے یہ واقعہ پیش ہوگیا۔ سارا کچھ ہونے کے بعد یہ ایک واقعہ کہ تعلیم الاسلام کالج کے اندر سے بھی تو پتھر کے مقابلہ میں پتھر آگیا تھا جب انہوں نے یہ کہا تو سپرنٹنڈنٹ صاحب دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے کہ آپ کو پتہ ہے واقعہ تو یہ ہوا تھا۔ میں نے کہا مجھے پتہ ہے۔ کہنے لگے کہ پھر یہ پیش کر دینا چاہیئے کہ پتھراؤ کرنے والے احمدی نہیں تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ میں یہ پیش نہیں کروں گا۔ اس واسطے کہ جنہوں نے ہمارے پیار میں پتھر کا جواب پتھر سے دیا تھا ہم ان پہ حرف نہیں آنے دیں گے اور خود وہ الزام سہہ لیں گے۔ بس

نوّے سالہ زندگی میں

جماعت احمدیہ نے نہ کبھی سٹرائیک کی نہ فساد کیا نہ کوئی احتجاجی کالا بلّا یا کالا بیج لگایا اور نہ کوئی احتجاج کیا۔ ہمارا احتجاج تو ایک شمع ذکر ہے اور وہ ہمارے عشق کا ذکر ہے!

دوسری چیز جو میں مختصراً کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسلام نے سچ بولنے پر اور جھوٹ سے اجتناب کرنے پر بڑا زور دیا ہے۔ جھوٹ بعض دفعہ تمام برائیوں کی جڑ بن جاتا ہے۔ ایک گناہ کیا اور غلطی کی اور پھر اس کو چھپانے کے لئے ایک جھوٹ، اور پھر اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے ایک اور جھوٹ اور اسی طرح ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس واسطے مسلمان کی زندگی میں جو شان ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب وہ غلطی کرتا ہے تو استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ استغفار اور توبہ جھوٹ کے مقابلے میں ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا بلکہ خود خدا کو کہتا ہے کہ اے خدا میں غلطی کر بیٹھا ہوں تو مجھے معاف کر دے۔ وہ اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہے اُسے چھپانے

کی کوشش نہیں کرتا اور اُس ہستی کے سامنے اقرار کرتا ہے جسے سب قدرت ہے اور اگر وہ سزا دینا چاہے تو اس پر قادر ہے۔ وہ علام الغیوب ہے اُس سے کچھ چھپایا نہیں جا سکتا لیکن خود اس کے سامنے جا کر یہ مان لینا کہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ اے رب میں اعتراف گناہ کرتا ہوں فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ پس تو میرے گناہ بخش دے۔

یہ ایک مسلمان کی شان ہے

وہ کسی صورت میں کسی کے سامنے بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اِس دُنیا کی کیا حقیقت اور اس کی عزت ہی کیا چیز۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے ایک بڑے فحش گناہ کا ارتکاب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا۔ کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ مرنے کے بعد خدا تعالیٰ مجھے جہنم میں پھینک دے اور میں دوسری زندگی میں سزا لوں۔ آپ مجھے سزا دے دیں۔ آپؐ نے اس کو ٹالا، اِدھر منہ کر لیا اُدھر منہ کر لیا مگر جب اُس نے اصرار کیا تو آپؐ نے اُسے سزا دی اور اُس کے نتیجہ میں اُس شخص کی جان نکل گئی۔ کسی نے اُس شخص کے لئے طعنہ اور تحقیر کا لفظ استعمال کیا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے سخت غصہ میں آئے کہ تم کیسی باتیں کرتے ہو، وہ شخص تو ایک پاک حیثیت میں اپنے خدا سے جا ملا۔ کیونکہ اُس نے گناہ کی سزا پا لی اور تمہیں تو پتہ نہیں کہ تم کس حالت میں خدا کے پاس جاؤ گے۔ پس تمہاری حالت کسی کو دھتکارنے کی نہیں ہے بلکہ استغفار کرنے کی ہے استغفار کرو اور گناہوں کی معافی مانگو اور ہنسی نہ کرو۔ غرض سچ دین کی بنیاد ہے۔ جو شخص جھوٹ بولے گا وہ تو دین کے لحاظ سے ختم ہو گیا اور دُنیا کے لحاظ سے بھی وہ ختم ہو جاتا ہے اس کے ساتھ تیسری چیز ہے امانت سے کام لینا اور خیانت نہ کرنا۔

امانت کے معنے

لغت عربی میں یہ ہیں کہ وہ فرائض اور حقوق جو اللہ تعالیٰ نے قائم کئے ہیں اُن کو ادا کرنا۔ ایک تو عام امانت ہے کہ فلاں شخص بڑا امین ہے، بڑا امانت دار ہے۔ کوئی چیز اس کے پاس رکھوائیں تو اُسے سنبھال کر رکھتا ہے اور واپس کرتا ہے۔ یہ بھی امانت ہی میں شامل ہے لیکن لغت عرب میں امانت کے ایک معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فرائض قائم کئے ہیں۔ اور جو حقوق انسان کو دیئے ہیں، ان کی ادائیگی کرنا۔ اس وقت دنیا میں بہت کم لوگ ہیں جو انسان سے پیار کر کے اس کے حقوق اُسے دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور

یہ ہمارا فرض ہے

ماڈرن سویلائزیشن کی ایک اور کمزوری یہ ہے۔ میں بعض دفعہ مذاق بھی کیا کرتا ہوں کہ تمہارا مزدور اپنے حقوق کے حصول کے لئے سٹرائیک کرتا ہے لیکن اُسے یہ علم نہیں کہ اُس کے حقوق کیا ہیں۔ وہ اندھیرے میں کام کر رہا ہے۔ اُس کو یہ سمجھ نہیں کہ میرا حق کیا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنا حق لینا چاہتا ہوں اور اس کے لئے میں سٹرائیک کر رہا ہوں۔ پھر میں اُن کو سمجھاتا ہوں کہ اسلام نے یہ حقوق قائم کئے ہیں۔ اسلام بڑا عظیم مذہب ہے۔ دو تین سال پہلے ایک جگہ میں نے کہا کہ میں تمہیں پہلے کہہ دیتا ہوں کہ جو اسلامی تعلیم میں بیان کروں گا تمہیں یہ جرأت ہی نہیں ہوگی کہ تم کہو کہ یہ غلط ہے۔ اور ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ ٹھیک ہے۔ اور کسی کو جرأت نہیں ہوئی یہ کہنے کی کہ نہیں یہ تعلیم ٹھیک نہیں۔ سب نے کہا کہ ٹھیک ہے اور بڑی اچھی تعلیم ہے۔ غرض امانت سے کام لینا۔ اور

امانت میں خیانت نہ کرنے کا مطلب

یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان انسان کے درمیان جو ہزارہا قسم کے حقوق قائم کئے، ان کی ادائیگی کرنا۔ مثلاً باپ کے حقوق بیٹے پر، بیٹے کے حقوق باپ پر، خاوند کے بیوی پر، بیوی کے خاوند پر، ہمسائے کے حقوق ہمسائے پر، قوموں کے قوموں پر۔ پھر بچوں کے حقوق ہیں علمی لحاظ سے اور کھانے پینے کے لحاظ سے وغیرہ وغیرہ ہزارہا قسم کے حقوق ہیں اور قرآن کریم نے ان کی تفصیل بتائی ہے۔ اور قرآن کریم نے ہمارے سامنے یہ تعلیم رکھ کر کہا کہ لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (الانفال آیت: ۲۸) خدا تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے جو عہد کیا ہے اس میں خیانت سے کام نہ لینا۔ اور خدا تعالیٰ سے جو عہد کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم امانت دار بنو گے اور خدا تعالیٰ نے جو حقوق قائم کئے ہیں ان کو قائم کرو گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ تمہارا کتنا ہی دشمن کیوں نہ ہو تم نے اُس کے ساتھ بے انصافی نہیں کرنی۔ بے انصافی کرنی ہی نہیں چاہے کچھ ہو جائے۔ یہ اس لئے نہیں کہ

تمہارا دل بڑا وسیع ہے

اور تمہارا سینہ بڑا فراخ ہے بلکہ اس لئے کہ تمہارا رب تمہیں کہتا ہے کہ ایسا نہ کرو۔ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدہ آیت ۹) کسی کو تم سے دشمنی ہو تو ہوتی رہے تم نے کسی سے دشمنی نہیں کرنی۔ اور صرف دشمنی نہ کرنے کا سوال نہیں بلکہ اس کے حقوق اس کو دلوانے ہیں۔ اور

ہماری نوّے سالہ زندگی میں

کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ کا معاند ترین دشمن ضرورت کے وقت جماعت کے اکابر کے پاس مدد کے لئے آیا ہو اور انہوں نے مدد کرنے سے انکار کیا ہو۔ لمبی چوڑی تفصیل ہے جس میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ جس کا حق ہے وہ اُسے ملنا چاہیئے۔ قطع نظر اس کے کہ میرے ساتھ اس کے ذاتی کیا تعلقات ہیں، قطع نظر اس کے کہ جماعت کے متعلق اس کی کیا رائے ہے، قطع نظر ہر چیز کے خدا نے اس کا جو حق قائم کیا ہے اس حق کو میں اور تم غصب نہیں کر سکتے۔ یہ ہے اسلامی تعلیم۔

پس اخلاقی لحاظ سے

اپنا ایک مقام پیدا کرو

اگر دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے تو محض مُنہ کی باتوں سے ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ نمونہ مانگتے ہیں۔ تم کہو کہ ہم اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تم کہو کمزوریاں ہمارے ساتھ ہیں، ہم غلطی بھی کر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے معافیاں بھی مانگتے ہیں۔ سب کچھ ہے لیکن ہم اپنی سی کوشش کرتے ہیں کہ عمل کریں اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کریں اگر ہم خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کریں اور خدا کے ہو رہیں تو خدا تعالیٰ نے الہاماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آپؑ کے ذریعے ہمیں بھی بتایا ہے کہ

"جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دل کی یہ کیفیت بیان کی ہے کہ جس کو خدا مل جائے اس کو کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہے۔ آپؑ نے فارسی کے ایک شعر میں کہا ہے کہ اے خدا جس کا تو ہو جائے اس نے دُنیا کو لے کر کیا کرنا ہے۔ تو مل گیا تو سب کچھ مل گیا۔

خلاصہ یہ

کہ احمدی فساد نہیں کرتا، فساد کے حالات میں ملوث نہیں ہوتا، لوگوں کی خیر خواہی کرتا ہے، اُن کے حقوق اُن کو ادا کرتا ہے، سچ بولتا ہے، اسلامی اخلاق کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے کوشش کرتا رہتا ہے اور خدا کے پیار کو حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ایک نہایت ہی میٹھی اور مفید اور پیاری چیز بنی نوع انسان کے سامنے پیش کی ہے تم ہو اس مطبخ کے داروغہ اس وقت۔ پھیلاؤ یہ خوان اور اسے دنیا کے سامنے پیش کرو تا کہ دُنیا ہلاکت سے بچ جائے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی اس کی توفیق عطا کرے۔

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست!

مؤرخہ ۲۱ نومبر ۷۸ء کے الفضل میں درج شدہ اطلاع مظہر ہے کہ:-

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے متعلق لاہور سے اطلاع ملی ہے کہ آپ کی طبیعت بہت خراب ہے۔ بلڈ پریشر $\frac{135}{220}$ تک ہو جاتا ہے نیز کمزوری بڑھتی جا رہی ہے۔ ماہر ڈاکٹر علاج کر رہے ہیں لیکن کوئی افاقہ نہیں ہو رہا۔ اتنا زیادہ بلڈ پریشر خطرہ کا موجب ہو سکتا ہے جو ہم سب کے لئے تشویش کا باعث ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے اب یہی مبارک وجود ہم میں باقی ہے۔ اس لئے ان کا حق اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کے لئے خاص دُعائیں فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس بابرکت وجود کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مومن کی قربانیاں تربیت کے اس عروج پر منتج ہوتی ہیں جسے ہم اطاعت سے تعبیر کرتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس قربانی کی ابتداء کی اس کا عظیم ترین نمونہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا

ربوہ میں عیدالاضحیٰ کی مبارک تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطبہ عید

مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۷۸ء (۱۰ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ) کو ربوہ میں عید قربان کی مبارک تقریب اسلامی احکام و روایات کے مطابق سادہ اور پُروقار طریق سے منائی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز عید پڑھائی جس کے بعد حضور نے ایک بصیرت افروز خطبہ میں اسلامی تعلیم کی روشنی میں قربانی کی حقیقت واضح کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری ساری قربانیاں منتج ہیں اس تربیت کے عروج پر جسے ہم فرمانبرداری اور اطاعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جس میں ہم بشاشت اور محبت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے جملہ احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس قربانی کی ابتداء ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں ہوئی اور اس کا عظیم ترین مظاہرہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔

عیدالاضحیٰ کی مبارک تقریب!

عید کے روز صبح سے ہی مطلع ابر آلود تھا اور بوندا باندی ہو رہی تھی۔ چنانچہ باران رحمت کے نزول کے دوران ہی نماز عید ادا کی گئی تاہم موسم کی خرابی کے باوجود اہل ربوہ نے ہزاروں کی تعداد میں اس میں شرکت کی۔ مقامی مردوں، عورتوں اور بچوں کے علاوہ مختلف بیرونی مقامات سے بھی بکثرت احباب جماعت اپنے پیارے امام کی اقتداء میں نماز عید ادا کرنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ نماز عید کے بعد حسب استطاعت احباب نے اپنے اپنے گھروں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں جانوروں کی قربانیاں کیں اور گوشت اعزا و اقرباء کے علاوہ دیگر مستحقین میں تنظیم کے ماتحت تقسیم کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۹ بجے صبح بذریعہ کار جامع مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر نماز عید پڑھائی اور پھر خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد اجتماعی دعا کرائی اور جملہ احباب جماعت کو عید کی مبارکباد دیتے ہوئے یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالےٰ اس عید کو نہ صرف تمام احمدی دوستوں کے لئے بلکہ پوری دنیا کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

قربانی کا عظیم الشان نمونہ

حضور نے خطبہ عید کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا عید قربان کے ساتھ ہمیشہ ہی باران رحمت کا تعلق رہا ہے۔ روحانی لحاظ سے تو ہمیشہ ہی لیکن کبھی کبھی یہ تعلق ظاہری طور پر بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ آج خدا نے اپنے فضل سے باران رحمت نازل فرمائی ہے۔ خدا کرے کہ ہماری قربانیاں ہمیشہ ہی اس کے حضور قبول ہوتی رہیں۔ آمین۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا یہ عید، بڑی عید، عیدالاضحیہ اور عید قربان کہلاتی ہے۔ اس کا تعلق فریضۂ حج کے ساتھ ہے جو ہر ایسے مسلمان پر واجب ہے جو اس کی طاقت اور استطاعت رکھتا ہو۔ فریضۂ حج کا تعلق ایک ایسی قربانی سے ہے جو خدا تعالےٰ کے ساتھ انتہائی ذاتی محبت کے بغیر کبھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ اصل عظیم قربانی تو جو اس دنیا میں کسی بندہ نے پیش کی، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی تھی۔ تاہم اس کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی قربانی آپ کے مخالفین کی طرف سے آپ کو آگ میں پھینکا جانا تھا۔ جو خدا کے فضل سے آپ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکی بلکہ وہ برود و سلامتی پر منتج ہوئی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں ایک نمونہ قربانی کا ظاہر ہوا جبکہ آپ اپنے بیٹے کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں لے جانے کے لئے تیار ہو گئے اور جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے دنیا جہان کی نعمتیں اس بے آب و گیاہ جنگل میں اکٹھی کر دیں۔

محبت ذاتیہ الٰہیہ کا ثمرہ

حضور نے فرمایا درحقیقت اس قسم کی قربانی اللہ تعالےٰ کے ساتھ ذاتی محبت کے بغیر نہیں کی جا سکتی۔ اور یہ ذاتی محبت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کی معرفت حاصل نہ ہو۔ اس معرفت الٰہیہ کے نتیجہ میں دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک خدا تعالےٰ کی محبت دوسرے یہ خوف کہ کہیں یہ صاحب جلال و اکرام ہستی جو تمام خوبیوں کا سرچشمہ اور حسن و احسان کا منبع ہے، ناراض نہ ہو جائے۔ جب یہ دو چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں تو پھر نجات کے تمام وسائل اور خدا تعالےٰ کے بے انتہا فضل انسان کو حاصل ہو جاتے ہیں۔ انہی فضلوں کا ایک نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے نتیجہ میں مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں ظاہر ہوا اور پھر ان کا عظیم ترین نمونہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس وجود میں ظاہر ہوا۔ اور پھر آپ کے صحابہؓ اور امت محمدیہ میں گزرنے والے دیگر لاکھوں صلحاء میں قربانیوں کا یہی رنگ چڑھ گیا اور وہ سمعنا و اطعنا کا مجسم نمونہ بن گئے۔

قربانیوں کا مدار علیہ

آخر میں حضور نے فرمایا خلاصہ یہ کہ خدا کی راہ میں ساری قربانیاں منتج ہیں تربیت کے اس عروج پر جسے ہم اطاعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اطاعت کا یہ جذبہ طاقت کے زور سے کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ جذبہ پیار اور محبت کے ساتھ اور یہ ثابت کر کے پیدا کیا کہ تمہارا فائدہ اطاعت کا یہ جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے میں ہے اور اسے چھوڑنے میں سراسر نقصان ہے جب یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر انسان محبت اور خوف کے سمندروں میں غرق ہو کر خود اپنی مرضی سے خدا تعالےٰ کی رضا کے حصول کی خاطر اپنی گردن کو اس کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ اور یہ کہہ دیتا ہے کہ اے میرے خدا: جو کچھ تیری مرضی ہے میں اس پر راضی اور خوش ہوں۔ تب خدا تعالےٰ اپنے پیار کے جلوے اس کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ اور اتنی نعمتیں اسے عطا کر دیتا ہے کہ وہ کسی دنیا دار کے تصور میں بھی نہیں آسکتیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسا کرنے کی اور اس طرح پر اپنے نیک بندوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور پھر جملہ احباب کو عید مبارک دینے کے بعد نو بج کر چالیس منٹ پر واپس تشریف لے گئے۔

حضور ایدہ اللہ کی طرف سے دعوت طعام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے عیدالاضحیٰ کے دوسرے روز ۱۳ نومبر ۱۹۷۸ء کو بعد نماز ظہر ربوہ کے بیس محلہ جات میں رہائش پذیر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا۔ حضور کی طرف سے حضور کے فرزند مکرم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے مہمانوں کا استقبال کیا اور انہیں خوش آمدید کہا۔

اس دعوت طعام میں جس کا اہتمام قصر خلافت سے ملحق سرائے محبت میں کیا گیا تھا ہر محلہ کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندہ احباب نے اپنے اپنے صدر صاحب محلہ کی معیت میں شرکت کی۔ علاوہ ازیں اس دعوت میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض افراد، بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء صاحبان نیز انجمن وقف جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن، مجلس نصرت جہاں اور ذیلی تنظیموں یعنی مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے بعض نمائندگان بھی مدعو تھے۔ اس طرح اہل ربوہ کے قریباً ایک سو اسی نمائندگان کو حضور کی دعوت پر دوپہر کا کھانا حضور کی معیت میں کھانے کا شرف حاصل ہوا۔

دعوت طعام کے اختتام پر سب مہمان حضور ایدہ اللہ کی معیت میں اس شامیانہ میں کرسیوں پر آکر بیٹھے جہاں مہمانوں کی نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جملہ احباب کے وہاں آ جمع ہونے پر حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔ بعدہ حضور نے محلہ وار باری باری سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ آخر میں جملہ مرکزی انجمنوں اداروں اور ذیلی تنظیموں کے نمائندگان نے بھی حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

(الفضل مورخہ ۱۴/۱۱/۷۸)

آپکا چندہ اخبار بدر ختم

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ختم ہو چکا ہے براہ کرم آئندہ سال کا چندہ اخبار بدر ارسال کریں یا دفتر ہذا کو اطلاع دیں تاکہ آئندہ بھی آپکا نام بدر جاری رہ سکے اللہ تعالیٰ آپکا حامی و ناصر ہو آمین۔

مینیجر بدر قادیان

نمبر خریداری	نام خریدار	نمبر خریداری	نام خریدار
۱۰۲۹	مکرم مولوی عطاء الرحمٰن طاہر صاحب	۱۳۷۹	مکرم رفیع احمد صاحب
۱۰۸۰	″ کریم بخش صاحب شاستری	۱۴۴۱	″ ایم عباس صاحب
۱۰۸۴	″ بابو شمس الدین صاحب	۱۴۹۰	″ شفیع محمد ڈار
۱۱۰۹	″ سید گل محمد صاحب	۱۵۱۴	″ مولانا عبد المجید صاحب
۱۱۲۱	″ حاجی غلام نبی ڈار	۱۵۲۴	″ کے سی محمود صاحب
۱۱۶۶	″ شیخ ابراہیم صاحب	۱۵۴۳	″ محمد شریف پڈر
۱۲۲۴	″ محمد ابراہیم صاحب	۱۵۶۶	″ خان صاحب
۱۲۶۵	″ میر عبد الرشید صاحب	۱۵۷۹	″ ایس۔ زبیر احمد صاحب
۱۲۶۶	″ علی محمد الدین صاحب	۱۵۹۰	″ ایم آر ایم عبیدہ اللہ قریشی
۱۲۹۵	″ سردار گوپال سنگھ صاحب	۱۶۱۵	″ شکیل احمد صاحب
۱۳۴۹	″ چوہدری عبد الحفیظ صاحب	۱۶۳۴	″ محمد شریف الدین صاحب
۱۳۵۹	″ یوسف علی بیگ	۱۸۲۸	″ ٹی کے سلیمان صاحب
۱۳۶۸	″ ایچ فاروق احمد صاحب	۱۸۸۸	″ مولوی بشیر الدین عبید اللہ صاحب
۱۳۷۱	″ ڈاکٹر لطیف صاحب	۱۹۰۶	″ شہر افت اللہ صاحب
۱۳۷۵	″ جمیل احمد صاحب	۱۹۰۸	″ ڈاکٹر ایم ایم احمد صاحب
۱۳۷۶	″ فخر الدین صاحب	۱۹۲۰	″ ایس حاجی اسلام صاحب
۱۳۷۷	″ حمید اللہ خان صاحب	۱۹۹۱	″ کے بشیر احمد صاحب

اخبار قادیان

مکرم محمود احمد صاحب جواد لندن سے مورخہ ۲۰/۱۱/۷۸ زیارت مقامات مقدسہ کے لئے تشریف لائے اور مورخہ ۲۱/۱۱/۷۸ کو واپس تشریف لے گئے۔ ☆ مکرم حمید اللہ شاہ صاحب کینیڈا سے مورخہ ۲۱/۱۱/۷۸ کو زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے تشریف لائے اور مورخہ ۲۲/۱۱/۷۸ کو واپس تشریف لے گئے ☆ مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ تاحال امرتسر ہسپتال میں زیر علاج ہیں موصوف کے معدے میں زخم تھا چنانچہ خون کی چند بوتلیں دیئے جانے کے بعد مورخہ ۲۴/۱۱/۷۸ کو کامیاب اپریشن ہوا احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ ☆ مورخہ ۲۳/۱۱/۷۸ کو مکرم عنایت الٰہی خان صاحب ابن مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش کے ہاں توام لڑکے تولد ہوئے مگر دو گھنٹے بعد وفات پا گئے احباب دعا کریں نعم البدل فرمائیں۔

قادیان میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے جنم دن کی تقریب

اور جماعت احمدیہ کے وفد کی شمولیت

مورخہ ۱۹/۱۱/۷۸ کو حضرت باوا نانک جی رحمۃ اللہ علیہ کے جنم دن کی تقریب سردار پریتم سنگھ جی سبھا ٹیہ کے شیلہ زند ریلوے روڈ میں منعقد ہوئی اس میں سکھ صاحبان نے تقاریر کیں آخر میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک کتاب "ست بچن" کی روشنی میں تقریر کی حضور علیہ السلام نے اس کتاب میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ گورو نانک جی نے بھی وحدانیت کی تعلیم دی ہے۔ خاکسار: بشیر احمد حافظ آبادی نائب ناظر امور عامہ

ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد کا تیرھواں سالانہ اجتماع

الحمد للہ کہ ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد کا تیرھواں سالانہ اجتماع بتاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو احمدیہ جوبلی ہال میں منعقد ہوا پروگرام حسب پروگرام ۳ بجے شروع ہوا بعض گروپ کی بچیوں کا کھیل کا پروگرام بھی رکھا گیا تھا گروپ I کیلئے معائنہ اور مشاہدہ گروپ II کیلئے ایک ٹانگ کی دوڑ اور گروپ III کیلئے میوزیکل چیئر۔

اجلاس کی صدارت محترمہ اعظم النساء بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد نے فرمائی اور اپنے خطاب سے بچیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی مقامی ممبرات لجنہ اماء اللہ کافی تعداد میں تشریف لائیں اور دلچسپی سے بچیوں کے پروگرام کو دیکھا اور سنا۔ معیار اول و دوم کی چودہ بچیوں نے مل کر ترانہ پڑھا اس کے بعد پہلے کھیل کا مقابلہ شروع ہوا۔ جس کا نتیجہ حسب ذیل ہے

گروپ اول :- اول۔ فہمیدہ بانو بنت عبد السلام صاحب دوم رفیعہ بیگم (معائنہ و مشاہدہ)
گروپ دوم :- اول رضیہ نسرین دوم رئیسہ بیگم (ایک ٹانگ کی دوڑ)
گروپ سوم :- اول شہناز سلطانہ دوم طاہرہ صدیقہ (میوزیکل چیئر)

مقابلہ حفظ قرآن :-

گروپ اول :- اول فہمیدہ بانو بنت عبد السلام صاحب دوم عالیہ بنت عبد الستار صاحب
گروپ دوم :- اول طیبہ صدیقہ بنت سیٹھ بشیر الدین صاحب۔ دوم امۃ النصیر بنت حمید انصاری صاحب
گروپ سوم :- اول فوزیہ سلطانہ بنت احسان اللہ بیگ صاحب دوم امۃ المتین بنت حمید انصاری صاحب

تقریری مقابلہ :-

گروپ اول :- اول فہمیدہ بانو دوم عالیہ
گروپ دوم :- اول طیبہ صدیقہ دوم رضیہ نسرین
گروپ سوم :- اول کوثر صدیقہ دوم فوزیہ سلطانہ

خدا کے فضل سے ہمارا یہ اجتماع بہت ہی شاندار رہا اور شام کے ساڑھے چھ بجے محترمہ صاحبہ اعظم النساء بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد نے دعا کروائی جس کے بعد یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ، محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ نے ججز کے فرائض سرانجام دیئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ہر لحاظ سے دینی خدمت کرنے اور بچیوں کی صحیح طور پر تربیت کرنے کی توفیق دے آمین۔ (خاکسارہ: کبریٰ بیگم نگران ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد)

قادیان میں شادی کی ایک تقریب

مورخہ ۱۹/۱۱/۷۸ کو مکرم چوہدری مختار احمد صاحب ابن مکرم چوہدری غلام حسین صاحب درویش کی تقریب شادی عمل میں آئی اس سے قبل ان کا نکاح مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ بنت مکرم عبد الرحیم صاحب سندھی درویش کے ساتھ ہو چکا تھا چنانچہ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے تلاوت کلام پاک کے بعد اجتماعی دعا کرائی اس کے بعد کثیر تعداد میں درویشان کرام برات کی صورت میں مکرم عبد الرحیم صاحب سندھی درویش کے مکان کے قریب ایک مقام پر تشریف لے گئے (جہاں انہوں نے براتیوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا تھا) یہاں پر بھی تلاوت و نظم کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔

مورخہ ۲۱/۱۱/۷۸ کو مکرم غلام حسین صاحب درویش نے اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ دی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔

ولادت

برادرم مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور فاضل مبلغ سلسلہ بھدرواہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۸ء کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے قارئین کرام سے زچہ بچہ کی خیرو عافیت صحت و تندرستی اور بچے کے نیک صالح بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: عنایت اللہ قادیان

اذکروا موتاکم بالخیر

وہ پھول جو مرجھا گئے

ع جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں

از۔ مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

مومنین کی جماعت آج اکیس روزے ختم کرکے بائیسویں روزے کی تیاری میں مصروف نماز تراویح پڑھ رہی ہے۔ میں نماز تراویح کا کچھ حصہ سحری کے لئے چھوڑ کر منارۃ المسیح کے چبوترہ پر آکر بیٹھ گیا۔ جہاں محترم عارف صاحب پہلے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ابھی چند ساعت ہی گذری ہونگی کہ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں گھر سے آپ کو دیکھ کر آیا ہوں۔ چوہدری صاحب کی طبیعت خراب ہے۔ آپ چلیں میں نے پوچھا کہ کیا سبب ہے۔ تو بتایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ لیٹے ہوئے تھے۔ اور گھر والے انکو دبا رہے تھے۔ اور مجھے آواز دے کر کہا کہ کسی کو بلا لاؤ۔ میں نے عابد صاحب سے کہا کہ مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر نماز پڑھ رہے ہیں۔ تراویح کی آخری رکعت ہے سلام پھیرتے ہی آپ اُن کو لے کر آئیں میں چلتا ہوں۔ میں چل پڑا۔

میرے پہنچتے ہی محترم چوہدری صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے کہا کہ عامل صاحب دیکھیں چوہدری صاحب کو کیا ہوگیا ہے۔ میں نے نبض دیکھی نہ تھی۔ بغل میں نبض دیکھی ندارد کنج ران میں دیکھی ندارد مقام دل پر سینہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھا کوئی تسلی نہ ہوئی۔ پھر سینہ پر کان لگا کر دیکھا۔ یوں تو نبض دیکھتے ہی دل دھک سے ہو کر رہ گیا تھا۔ مگر اپنے پر اعتبار نہ کرتے ہوئے یہ سب کچھ کیا۔ مگر کیا ہوسکتا تھا۔ طائر روح پرواز کر چکا تھا۔ محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب بھی فوراً ہی پہنچے۔ نبض دیکھی۔ سینہ پر لگا کر دیکھا۔ میری طرف دیکھا نگاہوں ہی نگاہوں میں سوال وجواب ہوا۔ اور ہم دونوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ چوہدری صاحب کی اہلیہ محترمہ بلند آواز سے دُعائیں پڑھتی رہیں۔ کمال صبر کا نمونہ دکھایا کوئی آہ وزاری نہیں کی۔ دعائیں ہی پڑھتی رہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا۔ میں پاس پڑی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور یادداشتوں کے نہاں خانہ میں ماضی کی ٹیپ گھومنا شروع ہوئی۔

۱۹۴۸ء کی ایک حسین صبح تھی۔ کوارٹر مہمان خانہ میں درویش حاضری کے لئے موجود تھے۔ بعض چہرے غائب تھے۔ اور بعض نئے مگر جانے پہچانے چہرے موجود تھے، ان میں سے ایک چہرہ اپنی مخصوص وضع داری لئے **مکرم چوہدری فیض احمد** صاحب کا تھا۔ تلاوت ہوئی۔ ڈیوٹیاں تقسیم ہوئی، سب اپنے اپنے فرائض کی بجا آوری میں جُٹ گئے۔

ان دنوں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں باقاعدگی نہیں تھی۔ صرف چند دفاتر کام کر رہے تھے۔ اور ڈاک کا قریباً تمام تر کام دفتر امیر مقامی سے ہی متعلق تھا۔ چوہدری صاحب حضرت امیر صاحب کی ڈاک لکھنے پر متعین ہوئے اور ایک لمبے عرصہ تک آپ حضرت امیر صاحب کی ڈاک لکھنے کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہے۔

ابتدائی درویشی میں ایک خزانہ دریافت ہوا یہ خزانہ علمی خزانہ تھا۔ اور یہ محترم ملک عمر علی صاحب (مرحوم مغفور) کی لائبریری کی صورت میں تھا۔ مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب درویش (مر) کے چابی بردار تھے۔ چوہدری محمد طفیل صاحب اپنے اصولوں کے خاص طور پر بڑے پابند تھے۔ آپ شائقین کو روزانہ یا ایک مرتبہ صرف ایک کتاب ہی پڑھنے کو دیتے اور اس کی واپسی پر ہی دوسری کتاب دیتے۔ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب اور ناچیز بھی اس خزانہ سے پڑھنے والوں میں سے تھے۔ صورت حال کچھ اس قسم کی بن جاتی کہ ع

فیض ساقی شبنم آسا ظرف دل دریا طلب

اس صورت کا علاج یہ تجویز ہوا کہ محترم چوہدری صاحب جو کتاب لاتے وہ پڑھ کر میرے ساتھ بدل لیتے اس طرح ہم ایک ٹرم میں دو کتابیں پڑھنے کی صورت پیدا کر لیتے اور جب تک یہ چل سکا چلاتے رہے۔ تا آنکہ وہ لائبریری یہاں سے منتقل ہو گئی۔

ابتدائی ایام میں درویش اپنے اپنے طور پر وقت گذارنے کے کئی ایک مشاغل رکھتے تھے۔ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں ایک یادداشت بک تیار کروں جس میں ہر ایک درویش کا نام ولدیت عمر تعلیم۔ ان کا فوٹو۔ اور پھر مختصر خاندانی تعارف۔ اور کم از کم دو قریبی رشتہ داروں کے پتہ جات۔ چنانچہ میں نے ایک کاپی میں یہ جمع کرنا شروع کیا۔ اوّل میں کسی کاغذ پر درویش بھائی کے بارہ میں مذکورہ کوائف جمع کرتا پھر اس کو کاپی میں اُتار لیتا۔ اور ایسے کاغذات ایک فائل میں لگاتا جاتا۔ میں نے قریب ایک سو افراد کے حالات ان کوائف کو مدنظر رکھکر جمع کر لئے تھے۔

چوہدری صاحب کو جس رات پڑھنے کے لئے کوئی نئی چیز نہ مل پاتی تو آپ بے تکلف میرے پاس آجایا کرتے۔ اور میں بھی اسی طرح چوہدری صاحب کی کتابوں کے ذخیرے پر ہلہ بولنے چلا جایا کرتا۔ ایک روز چوہدری صاحب بعد نماز عشاء آئے۔ اور کہا کہ میں آیا ہوں کہ "چلو! دکھیر نوں مونہہ مارآئیے" یہ پنجابی کا محاورہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ نئی چیز نہیں ملی تو پُرانی پڑھی ہوئی میں سے ہی کسی کو دوبارہ پڑھ کر وقت گذار لیا جائے۔ میں نے الماری کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا کہ "ادھر حاضر ہے" چوہدری صاحب معائنہ کرنے لگے۔ میں چائے بنوانے اندر کہنے کے لئے آیا۔ پھر چائے لے کر گیا تو چوہدری صاحب میری اس فائل کو لئے ہوئے تھے۔ جس میں میں نے یکصد کے قریب درویش بھائیوں کے احوال وکوائف جمع کئے تھے۔ چائے پیتے پیتے چوہدری صاحب فائل دیکھتے رہے اور فرمایا کہ درویشوں کے حالات بھی ایک خوشنما گلدستہ ہے کافی دیر کئی ایک موضوعات پر اظہار خیال اور تبصرہ کے بعد چوہدری صاحب اُٹھنے لگے تو میں نے کہا چوہدری صاحب آج یہ فائل ہی لے جائیں اسی سے وقت گذار لیں۔ چوہدری صاحب لے گئے۔ چند روز بعد جب میں اسی قسم کی غرض سے چوہدری صاحب کے پاس گیا تو چوہدری صاحب نے اس فائل کا ذکر کیا۔ اور اس کی سراہنا کی۔ کہ یہ ایک بہت اچھا ریکارڈ ہے۔ اس کو محفوظ کر لینا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ چھپنے بغیر کیسے محفوظ ہو سکتا ہے۔ اس طرح اس کے چھپنے کا ہیولا ذہن میں آیا۔

اور اس کے بعد ہم دونوں کئی بیٹھکوں میں اس کی طباعت کے موضوع پر سوچ بچار کرتے رہے، تجویز یہی تھی کہ ایک البم کی صورت میں ہو۔ پہلے درویش کی تصویر ہو۔ پھر نام ولدیت خاندان۔ قریبی رشتہ داروں کے پتے اور پھر مختصر تعارف۔ ایک ڈیڑھ صفحہ کا۔ اور مناسب ہو کہ یہ سب کچھ بلاک پر چھپوایا جائے۔ اور اس کا نام "درویشان قادیان ایک حسین گلدستہ"۔

یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے۔ اس گلدستہ کے چھپنے پر جس قدر مصارف درکار تھے اس کی ہمت ہم دونوں میں نہ تھی۔ اسی اثناء میں چند درویش بھائیوں کی وفات ہوگئی۔ (یوں تو پہلے بھی کئی درویش بھائی وفات پاکر اپنے عہد وفاداری کو پورا کر گئے تھے مگر ان ایام میں جب یہ گلدستہ چھپنے کی باتیں ذہنوں میں گھوم رہی تھیں) اور چوہدری صاحب نے اس تجویز شدہ گلدستہ میں سے ان بھائیوں کے حالات "گلدستہ جس کے کچھ پھول مرجھا گئے" کے عنوان سے چھاپ دیئے۔ جسے دوستوں نے بہت پسند کیا۔ چند مضامین چھپ چکنے کے بعد ہمارے بھائی جناب ڈاکٹر اختر احمد صاحب اوربیوی نے لکھا کہ آپ نے درویشوں کے حالات کے بارہ میں جو عنوان قائم کیا ہے۔ اگر اس کو آپ مندرجہ ذیل عنوان سے بدل دیں۔

"وہ پھول جو مرجھا گئے"

تو زیادہ موزوں رہے گا۔ درویشوں کے حالات پر مشتمل گلدستہ چھپنے میں بھی کئی مشکلات ہیں۔ جن کا ذکر طوالت کا موجب ہوگا اور پھر رسالہ الفرقان کا درویشان قادیان نمبر بھی چھپ چکا تھا۔ جس سے گلدستہ والی ضرورت ایک حد تک پوری ہو چکی تھی۔ اس لئے چوہدری صاحب نے یہی مناسب سمجھا۔ (اور مجھ سے بھی اس کا ذکر کیا اور محترم اختر صاحب کا خط دکھایا) کہ آئندہ صرف وفات یافتہ درویش بھائیوں کے بارہ میں لکھنے پر اکتفاء کیا جائے۔ اور ان مضامین کا عنوان

"وہ پھول جو مرجھا گئے"

ہی مناسب اور موزوں ہے۔ اور محترم اختر صاحب کی خدمت میں اس مفید اور کارآمد مشورہ پر شکریہ کا خط لکھ دیا۔

محترم چوہدری صاحب نے اپنے مضمون کو خوب نبھایا ہے۔ اور اپنی وفات تک بڑی توجہ سے اس پر لکھتے رہے ہیں۔ (باقی)

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۳۰۶ ـــــ میں سارہ بیگم بیوہ مکرم میر احمدالدین صاحب مرحوم قوم میر پیشہ خانہ داری عمر پچپن سال (تقریباً) تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یاڑی پورہ ڈاکخانہ یاڑی پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ نومبر ۱۹۷۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

تفصیل جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حصہ اراضی آبی ½ اکنال قیمتی دو ہزار روپیہ ۲۰۰۰/- روپے - ۲ - حصہ مکان ⅛ قیمتی ڈیڑھ ہزار روپیہ ۱۵۰۰/- روپے - ۳ - متفرق جائیداد مع حق مہر پانچ سو روپیہ ۵۰۰/- روپے - کل میزان چار ہزار روپیہ ۴۰۰۰/- روپے۔

منکہ سارہ بیگم بیوہ میر احمدالدین مرحوم ساکن یاڑی پورہ - تحصیل کولگام - کشمیر مندرجہ بالا جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے بعد جو جائیداد پیدا کرونگی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات کے بعد جو متروکہ جائیداد ثابت ہو۔ اسکی بھی 1/10 حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ ـ سارہ بیگم - گواہ شد وکاتب - میر عبدالحمید برادر موصیہ ساکن یاڑی پورہ تحصیل کولگام کشمیر - گواہ شد - میر منصور احمد شمیم فرزند موصیہ ساکن یاڑی پورہ - تحصیل کولگام ضلع اننت ناگ کشمیر۔

وصیت نمبر ۱۴۳۰۷ ـــــ میں یوحسن ولد مکرم حاجی عبداللہ صاحب قوم احمدی مسلم ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۷ء ساکن باڈاگرا ڈاکخانہ باڈاگرا ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے - میرا گذارا اس وقت ملازمت پر ہے - جس سے ماہوار مبلغ پندرہ صد روپے ۱۵۰۰/- آمد ہوتی ہے - میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اس کے علاوہ اگر میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی 1/10 حصہ کی وصیت حاوی ہوگی - نیز میری وفات کے بعد اگر کوئی متروکہ ثابت ہو تو اس پر بھی میری مندرجہ بالا وصیت حاوی ہوگی - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
یو - ابوبکر برادر موصی	یو - حسن موصی	محمد عبداللہ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

وصیت نمبر ۱۴۳۰۸ ـــــ میں زلیخاں بی زوجہ مکرم یو ابوبکر صاحب قوم احمدی مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن منجیشور ڈاکخانہ منجیشور ضلع کنانور صوبہ کیرالہ - بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں -

میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد منقولہ ہے :-

۱ - طلائی کانٹے وزن ۱۰ گرام قیمتی ۶۷۵/- روپے - ۲ - نیکلس طلائی وزن ۲۴ گرام قیمتی ۱۵۰۰/- روپے - ۳ - حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۲۰۰/- روپے - کل میزان ۲۳۷۵/- روپے - میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - نیز اگر اس کے علاوہ کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی 1/10 لاگو ہوگی - نیز میرے مرنے کے بعد جو متروکہ ثابت ہوگا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز مجھے میرے خاوند کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے - میں اس کے بھی 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
یو - ابوبکر (خاوند موصیہ)	زلیخاں بی موصیہ	قاضی عبدالحمید بقلم خود

وصیت نمبر ۱۴۳۰۹ ـــــ میں عطاء الرحمٰن ولد مکرم عبدالحی صاحب قوم احمدی پیشہ x عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاکخانہ [illegible] ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا - بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳ ۷۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں - میرا گذارا اس وقت مبلغ یکصد روپیہ پر ہے - جو مجھے میرا بھائی بطور امداد دیتا ہے - اس کے علاوہ میری اور کوئی آمد نہیں - لہذا میں اس آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اس کے علاوہ اگر میں کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا - اور اس پر بھی میری 1/10 حصہ والی وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے بعد جو ترکہ ہوگا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
قاضی عبدالحمید درویش قادیان موصی ۱۰۲۶	عطاء الرحمٰن موصی	حمیدالدین شمس مبلغ حیدرآباد

وصیت نمبر ۱۴۳۱۰ ـــــ میں [illegible] بیگم زوجہ میاں بخش الٰہی صاحب سہگل قوم سہگل پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال - تاریخ [illegible] ۱۹۷۷ء ساکن ۸ ۴۲ - ۹ پرنسیپ سٹریٹ ڈاکخانہ کلکتہ ۷۲ ضلع کلکتہ صوبہ بنگال [illegible] ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۱۲/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ [illegible] جائیداد میں دس عدد سونے کی چوڑیاں وزن ۱۱۵ گرام - کانٹے ایک جوڑی وزن ۱۱ گرام ایک عدد وزن ۲۲ گرام انگوٹھیاں دو عدد وزن ۲۲ گرام جن سب کا وزن ۱۷۰ گرام [illegible] - اور جس کی اس وقت کل قیمت دس ہزار پچاس روپے ۱۰۰۵۰/- بنتی ہے کی 1/10 [illegible] کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - حق مہر مبلغ ۷۰۰/- روپے تھا جو میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں -

اس کے علاوہ میرے خاوند سے مجھے مبلغ دو صد روپے ۲۰۰/- ماہوار جیب خرچ کیلئے ملتے ہیں - اس کے بھی 1/10 حصہ کی وصیت کرتی [illegible] اور آئندہ میں جو بھی جائیداد بناؤں گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ [illegible] کو دونگی - اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی - انشاء اللہ - ربنا تقبل [illegible] انت السمیع العلیم -

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
بخش الٰہی سہگل خاوند موصیہ	زبیدہ بیگم	سلطان احمد ظفر مبلغ انچارج کلکتہ

وصیت نمبر ۱۴۳۱۱ ـــــ میں محمد یوسف انور ولد مکرم عبدالغنی صاحب بٹ قوم بٹ پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۱/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

خاکسار کی اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے البتہ میرے والدین جو کہ غیر احمدی ہیں ان کے پاس ہی جائیداد ہے لیکن انہوں نے فی الحال میرے احمدی ہونے کی وجہ سے حصہ دینے سے انکار کر دیا ہے - اگر کسی وقت انکی طرف سے مجھے جائیداد میں سے کوئی حصہ ملا تو اس کی بھی 1/10 کی وصیت کرتا ہوں - اس وقت خاکسار صدر انجمن احمدیہ سے مبلغ ۲۱۵/- روپے ماہوار لیتا ہے میں اس کی 1/10 حصہ کی وصیت کرتا ہوں - اگر اس کے علاوہ خاکسار نے اپنی زندگی میں کوئی اور جائیداد پیدا کی تو اس کی بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی میری وفات کے بعد جو بھی ترکہ ثابت ہو [illegible] اس پر بھی 1/10 حصہ وصیت حاوی ہوگی -

گواہ شد	العبد	گواہ شد
منیر احمد خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان	محمد یوسف انور	محمد عمر علی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

ولادت

مکرم سید ظہیر الدین محمود احمد صاحب بریلی سے اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے لڑکے مصطفیٰ احمد کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا کیا ہے - جس کا نام حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے "عمران احمد" تجویز فرمایا ہے - اس خوشی میں انہوں نے اعانت بدر میں دس روپے جمع کروائے ہیں - نومولود کی دینی اور دنیاوی ترقی کے لئے تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے -

خاکسار - چوہدری منصور احمد بی اے قادیان -

ضروری اعلان

جنوری۔ فروری۔ مارچ اپریل ۱۹۷۹ء کے مہینوں میں تبلیغی و تربیتی جلسے منعقد کرنے والی جماعتوں کے لئے

جو جماعتیں آئندہ سال ۱۹۷۹ء میں جنوری۔ فروری۔ مارچ۔ اپریل کے مہینوں میں اپنی جماعتوں میں تبلیغی و تربیتی جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرنے کا پروگرام رکھتی ہوں ان جماعتوں کے صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ اپنے مجوزہ پروگراموں سے ماہِ دسمبر ۱۹۷۸ء کے وسط تک، نظارت دعوۃ و تبلیغ کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ تاکہ نظارت مبلغینِ کرام کے وفود کو ترتیب دے سکے۔ بعض اوقات مختلف جماعتوں کے جلسوں کے پروگرام ایک ہی تاریخوں میں ہونے کی وجہ سے مبلغینِ کرام کے وفود بھجوانے میں دِقّت پیش آتی ہے۔ اور بعض جماعتوں کے پروگراموں کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ اور ان جماعتوں کو شکوہ پیدا ہوتا ہے۔ جب جماعتوں کی طرف سے جلسوں کے انعقاد کے پروگراموں کی پیشگی اطلاع آجائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ قادیان پر باہم مزید مشورہ کرکے جماعتوں کے تبلیغی و تربیتی پروگراموں اور مبلغینِ کرام کے وفد کے دَورہ کو مرتب کر لیا جائے گا۔

لہٰذا درخواست ہے کہ جو جماعتیں جنوری۔ فروری۔ مارچ۔ اپریل ۱۹۷۹ء کے مہینوں میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کے انعقاد کا ارادہ رکھتی ہوں وُہ وسطِ دسمبر ۱۹۷۸ء تک اپنے پروگرام سے نظارت دعوۃ و تبلیغ کو مطلع فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

امرتسر اور قادیان کے درمیان ریلوے ٹرین کے اوقات

جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والے احباب کی سہولت کے لئے امرتسر سے قادیان اور قادیان سے امرتسر تک چلنے والی ریل گاڑیوں کے اوقات درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

نمبر شمار		روانگی از امرتسر	رسیدگی قادیان	نمبر شمار		روانگی از قادیان	رسیدگی امرتسر
۱	صبح پہلی گاڑی	۴-۴۰	۶-۴۵	۱	پہلی گاڑی	۷-۲۰ صبح	۹-۲۰
۲	دوپہر دوسری گاڑی	۲-۵۰	۴-۵۰	۲	دوسری گاڑی	۸-۲۰ شام	۱۰-۴۵

نوٹ ۱ : امرتسر سے سیدھی قادیان کے لئے صرف دو گاڑیاں چلتی ہیں۔ اسی طرح قادیان سے امرتسر تک کے لئے بھی صرف دو گاڑیاں چلتی ہیں جن کے اوقات اوپر درج ہیں۔

۲ : شام کو ایک گاڑی امرتسر سے ۶-۰۰ بجے چلتی ہے جو ۷-۱۰ بجے بٹالہ پہنچتی ہے۔ اس وقت بٹالہ سے قادیان کے لئے گاڑی مل جاتی ہے۔ یہ گاڑی بٹالہ سے ۷-۴۵ پر چل کر ۸-۱۵ پر قادیان پہنچ جاتی ہے۔

۳ :- امرتسر سے بٹالہ تک ہر پانچ منٹ بعد بس چلتی ہے۔ اور بٹالہ سے قادیان تک ہر نصف گھنٹہ بعد بس مل جاتی ہے۔ چونکہ جلسہ پر آنے والے احباب کے ہمراہ سامان۔ بستر وغیرہ ہوتے ہیں اس لئے بسوں پر سفر اس لحاظ سے تکلیف دہ ہے کہ بٹالہ میں بس تبدیل کرنا پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مہمانوں کا سفر و حضر میں ہر طرح حافظ و ناصر رہے اور جلسہ کے روحانی اغراض سے پورا فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

مجلس تحریک جدید کے لئے ایک ممبر کی منظوری!

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ کرم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کو مجلس تحریک جدید قادیان کا رُکن مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی تقرری سلسلہ احمدیہ کے لئے اور ان کے لئے بھی مبارک فرمائے۔ آمین۔

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

دیارِ مسیح کی زیارت کے بعد

جو دوست جلسہ سالانہ کے بعد وطن واپسی کے لئے ریلوے سیٹیں یا برتھ ریزرو کروانا چاہتے ہوں وُہ فوری طور پر اطلاع دیں تاکہ ان کی سیٹیں اور برتھ بروقت ریزرو کروائے جاسکیں۔

دوستوں کو معلوم ہے کہ مُلک بھر میں کئی ایک ریلوں کے بند ہوجانے کے باعث لمبے رُوٹ پر چلنے والی گاڑیوں میں بڑا رش ہے۔ اسی وجہ سے ریزرویشن میں خاصی مشکلات ہیں۔ اِس لئے جلدی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں حسبِ ذیل اُمور وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں :-

(۱) تاریخ واپسی (۲) نام سٹیشن جس کے لئے ریزرویشن درکار ہے۔ (۳) درجہ۔ (۴) نام سفر کنندہ۔ (۵) جنس (یعنی مرد یا عورت۔ بچہ یا بچی) (۶) عُمر۔ (۷) پُورا یا نصف ٹکٹ۔ (۸) ٹرین کا نام جس کے لئے ریزرویشن درکار ہے۔

ضروری نوٹ : جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرنے والے احباب اِس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ایسے احباب کے لئے ہدایت فرمائی ہے کہ :- " اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لادیں "

لہٰذا احباب اپنے لحاف وغیرہ گرم کپڑوں کا انتظام کرکے آئیں۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

درخواستِ دُعا

(۱) مکرم مولوی سیّد فضلِ عُمر صاحب کٹکی مبلغ سلسلہ احمدیہ حال مقیم مونگھیرہ کے بیٹے عزیز فضل نعیم کو دماغی عارضہ لاحق ہوگیا ہے۔ علاج جاری ہے۔ عزیز موصوف کی شفاءِ کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (امیر جماعت احمدیہ قادیان)

(۲) مکرم رفیق احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ مسکرا اپنے کاروبار میں ترقی اور اپنے والدین کی صحت و سلامتی نیز بڑے بھائی صاحب کی بہتر ملازمت کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار : ظہیر احمد خادم انسپکٹر بیت المال آمد قادیان۔

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES:- 52325/52686 P.P.
ویرائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپّلوں کا واحد مرکز
چپّل پروڈکٹس
۲۲/۲۹ مکھنیا بازار۔ کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے
آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS — 600004.
PHONE NO. 76360.
آٹو ونگس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

ترجمہ الہام: "تجھے دُور دراز علاقوں سے امداد ملے گی اور تیرے پاس لوگ بکثرت آئیں گے۔" (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج!
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جُوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ستاسیواں ۸۷ عظیم الشان

جلسہ سالانہ

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے، اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیۃ)

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۷ ہش / دسمبر ۱۹۷۸ء

بروز: سوموار۔ منگوار۔ بدھوار

مقامِ اجتماع محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

تحقیقِ حق اور تعلیمِ اسلام و صداقتِ احمدیت معلوم کرنے کا بہترین موقعہ
پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر
حضرت امام جماعت احمدیہ کے رُوح پرور پیغام کے علاوہ ذیل کے
رُوحانی اور علمی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے علماءِ کرام خطاب فرمائیں گے!!

(۱) توحیدِ الٰہی اور اس کے فوائد و برکات۔
(۲) قرآن، اور سائنس کی ایجادات۔
(۳) اسلام کی اخلاقی و معاشرتی تعلیم۔
(۴) موجودہ زمانہ میں مذہب کی ضرورت و اہمیت۔
(۵) سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (صبر و رضا۔ استقامت کی زندگی کی روشنی میں)
(۶) کسرِ صلیب۔
(۷) نوعِ انسان کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ناقابلِ فراموش خدمات۔
(۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں۔
(۹) ترقی یافتہ ممالک میں اسلحہ سازی کی دوڑ اور امنِ عالم۔
(۱۰) اسلام اور انسانی حقوق (اٹلانٹک چارٹر اور جنیوا کنونشن)۔
(۱۱) جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور اس کے خوشکن نتائج۔
(۱۲) جماعت احمدیہ کے بارہ میں پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ۔
(۱۳) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (ذکرِ حبیب)
(۱۴) اسلام کی عالمگیر کامیاب تبلیغ اور صد سالہ جوبلی منصوبہ نظامِ خلافت کی برکات۔

نوٹ

(۱) بیرونِ ہند سے بھی زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے (۲) جلسہ کے دوران کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۳) ہمارا جلسہ سالانہ خالص رُوحانی اور مذہبی جلسہ ہے۔ اس تقریب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ (۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں (۵) مردانہ جلسہ گاہ کا پروگرام زنانہ جلسہ گاہ میں سُنا جائے گا۔ البتہ درمیانی دن مستورات کا اپنا الگ پروگرام ہوگا۔

خاکسار: شریف احمد امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)